پیکرِ علم و بصیرت
حضرت مفتی صاحب

حکیم سید محمد الیاس کٹھوری میرٹھ

حضرت مفکرِ ملت رحؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ ہندستان و بیرون ملک کا علمی طبقہ مفتی صاحب کی شخصیت سے بخوبی واقف ہے۔ مفتی صاحب نے ندوۃ المصنفین کے قیام کے بعد جو علمی خدمات انجام دی ہیں جس کے فیوض و برکات سے ہزارہا افراد مستفیض ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب رحؒ علمی میدان میں ہی نہیں بلکہ سیاسی میدان میں بھی بہت کچھ خدمات انجام دیں ہیں جس کو تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔ غالباً ایسی ہی نادر روزگار شخصیات کے سلسلہ میں کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مفتی صاحب رحؒ کی شخصیت مختلف پہلوؤں سے قابلِ توجہ ہے۔ انھوں نے زندگی کے بہت سے میدانوں میں نمایاں کارنامے انجام دیئے لیکن یہ بھی ایک حقیقت رہی ہے کہ موصوف کی شخصیت کا سیاسی پہلو تادمِ آخر نمایاں رہا یہ تاریخ کے تقاضوں اور ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات کی مجبوری اور حضرت مفتی صاحب رحؒ کا جذبہ خدمتِ ملت و وطن ہی تھا جس نے اس سنگلاخ میدان میں

انھیں رد کر کے رکھا۔

مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی کی شخصیت کو اگر چند لفظوں میں نمایاں کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ موصوف ایک بیدار مغز مدبر، مفکر اور دانشور ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ فقیہ، متبحر عالم اور بہترین منتظم ہونے کے ساتھ ہی مخلص و فعال سیاسی رہنما بھی تھے۔ جمعیۃ العلماء کی ذمہ دارانہ انتظامی امور کی انجام دہی میں جس طریقہ پر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ کے ہاتھ بٹانے میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ وہاں جمعیۃ العلماء ہند کے تاریخ ساز فیصلوں میں اپنی قیمتی آرا سے مستفید فرما کر سیاسی بصیرت و بصارت کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔ مستقبل کی کوکھ سے اٹھنے والے ہنگاموں کو پرکھ کر عوامی قیادت کے نظریات کے خلاف ملت کی بقاء اور تشخص کو برقرار رکھنے نیز قومی و ملی مفاد کی حفاظت اور حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے بر وقت اقدام اور بر وقت فیصلے کرنا بڑے نازک مراحل ہوتے ہیں جبکہ ملت کے سوادِ اعظم کا اعتماد بھی مجروح نہ ہو پائے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو ایسے فیصلے بھی کرنے پڑے۔

قیامِ مسلم مجلسِ مشاورت اور تاسیس مسلم پرسنل لاء بورڈ اور ان کے باصلاحیت افرادِ کار کا ملک کے کونے کونے سے نکال کر لے آنا اور آج اس کی افادیت کا چاروں طرف تسلیم کیا جانا مفتی صاحبؒ کے دانشورانہ تدبر اور سیاسی ژرف نگاہی کا بین ثبوت ہے۔ ابھی اس نسل کے لوگ الحمد للہ ہمارے درمیان موجود ہیں جو ان اہم تاریخ ساز فیصلوں کے پس منظر اور پیش منظر سے نہ صرف بخوبی واقف ہیں بلکہ جنھوں نے مفتی صاحب کے شانہ بشانہ ساتھ رہ کر ان قومی امور کی انجام دہی میں ان کا ہاتھ بٹایا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت میں شیخ الہندؒ کی دور بینی اور رازداری، حضرت نانوتویؒ کی بصیرت اور قوتِ عمل، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا طرزِ تکلم، حضرت مدنیؒ کی تواضع و حسنِ اخلاق، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا تفقہ، حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہؒ کا حسنِ تدبر، اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کا انتظام یکجا جمع ہو کر ایک ایسی مرکب شکل اختیار کر گئے تھے کہ موصوف سے وقت ملاقات سبھی اکابر کی یاد تازہ ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی صرف سیاسی ہی میدان میں ہمیں آگے نظر نہیں آتے بلکہ علمی میدان میں بھی ان کا صرف ایک کارنامہ اتنا بلند اور تاریخی اعتبار سے یادگار رہے گا کہ موصوف نے دینی فکر اور امتیاز کو اعلیٰ منازل تک پہونچانے کے لئے ایک ایسے ادارہ کی بنیاد ڈالی جس کی کتابوں سے نسلاً بعد نسل ملت کے علماء و طلباء فیضیاب ہوتے رہیں گے اور یہ ادارہ تاریخ علم و ادب میں ندوۃ المصنفین کے نام سے ہمیشہ بلند مقام کا حامل رہیگا جس کے ذریعہ وقت کے دتقاضوں کے مطابق مختلف تراجم اور تالیفات زیور طبع سے آراستہ ہو کر قوم و ملت کے کارآمد ثابت ہوتی رہیں گی۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے دامنِ فیض سے ملک کی بہت سی آج کی نمایاں شخصیات وابستہ ہو کر آسمانِ شہرت کو چھو رہی ہیں۔

مسلم پرسنل لا جیسے نازک مسئلہ پر امت مسلمہ کو متحد الخیال بنانے کی جب بات آئی تو مفتی صاحبؒ حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے قیام میں انتہائی خلوص اور محنت ولگن کے ساتھ کام کیا جس کے نتیجہ میں آج وہ آواز جو دارالعلوم دیوبند سے نکلی تھی مسلمانوں کی اجتماعیت کا نشان اور اتحاد کی علامت

بن چکی ہے اور انشاء اللہ ملک میں اپنے تاریخی کردار کو پورا کریگی۔

میرٹھ سے حضرت مفتی صاحبؒ کا خصوصی تعلق

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میرٹھ سے ہمیشہ خصوصی تعلق رہا ہے۔ ہندوستان کی مشہور و معروف شخصیت حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق حذب کٹھوریؒ خلیفہ حضرت گنگوہی قدس سرہ و رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں ہمیشہ ہی تشریف لاتے رہتے تھے اور مفتی صاحب مرحوم کو ایک والہانہ تعلق رہا ہے بلکہ یہ ایک معمول سا بن گیا تھا کہ جب کبھی مجلس شوریٰ دارالعلوم کی میٹنگ ہوتی تو حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم، حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ، حضرت مولانا محمد میاں صاحب اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحبؒ دہلی سے بذریعہ کار روانہ ہو کر میرٹھ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دولتکدہ پر تشریف لاتے اور حکیم صاحب کو اپنے ساتھ لے کر دیوبند تشریف لے جاتے تھے۔ واپسی میں بھی یہی معمول رہتا حضرت حکیم صاحبؒ کے وصال کے بعد آپ کے خصوصی شاگرد رشید جناب مولانا حکیم محمد اسلام مہتمم مدرسہ نور الاسلام شہر میرٹھ کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کا ایک گہرا تعلق رہا تھا کہ مدرسہ نور الاسلام میں ختم بخاری تشریف بھی حضرت مفتی صاحب ہی بالالتزام رہے جبکہ اختتام بخاری شریف کو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا جزلاینفک بنا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو اپنی بے حساب بخششوں سے نوازے اور علم دین کی ان کھیتیوں کو سرسبز و شاداب رکھے جن کی سیرابی ان اسلاف کے ہاتھوں ہوئی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ ایک سفر

یوں تو بارہا حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ ملک کے مختلف حصّوں کے طویل سفر کرنیکا اتفاق ہوا۔ زیر نظر مضمون میں صرف ایک سفر کے تذکرہ پر اکتفا کر رہا ہوں۔

عام طور پر لوگ یہی جانتے تھے کہ حضرت مفتی صاحبؒ علمی زندگی رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے علماء اور پڑھے لکھے طبقہ میں ایک تعلق ہے لیکن پبلک زندگی کا حضرت مفتی صاحبؒ سے کیا تعلق۔ برادرم مولانا مسعود احمد صاحب صدیقی نے اجین جمعیۃ علماء کانفرنس کی صدارت کے لئے حضرت مفتی صاحب اور دیگر احباب کو دعوت شرکت دی۔

احقر بھی انھیں احباب میں شریک تھا اور مفتی صاحب کے رفیق سفر۔ ذہن میں بالکل یہ بات نہ تھی کہ کوئی استقبال وغیرہ ہوگا۔ اجین پہونچنے پر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ بے پناہ لوگوں کا ہجوم حضرت مفتی صاحب کے انتظار میں پہلے ہی سے کھڑا ہوا ہے۔ مفتی صاحب کے پہونچتے ہی اجین شہر فلک شگاف نعروں سے گونج رہا تھا۔ پھولوں اور ہاروں کی بارش مفتی صاحب پر شروع ہوئی ایک کھلی ہوئی کار سجی ہوئی کھڑی تھی جس پر گاؤ تکیے، قالین لگے ہوئے تھے اسی پر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا گویا کہ شہر میں جلوس نکالنے کا پروگرام طے ہو چکا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کو کار میں بٹھایا گیا مولانا سید انیس الحسن جنرل منیجر اخبار الجمعیۃ سے فرمایا کہ میرے ساتھ گاڑی میں آجاؤ اس کے بعد یہی حکم میرے لئے کیا۔ چنانچہ حسب الحکم دائیں جانب مولانا انیس اور بائیں جانب یہ راقم تھا اور حضرت مفتی صاحب درمیان میں جلوہ افروز تھے

مفتی صاحب کی نشستگاہ کو اتنا اونچا بنا دیا گیا تھا کہ ہر شخص باسانی حضرت مفتی صاحب کو دیکھ سکے. گاڑی کے آگے مدعوین اور شہر کے معززین تھے سڑکوں پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی مکانوں کی چھتوں پر مردوں، عورتوں اور بچوں کا ہجوم دکھائی دیتا تھا. پورے شہر میں نعروں کی آواز سنائی دے رہی تھی. ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے کسی پرائم منسٹر کا استقبال ہو. عجب چہل پہل تھی. جمعیۃ العلماء اجین کانفرنس جس شان و شوکت سے ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے.

دارالعلوم دیوبند کا قضیہ

حضرت مفتی صاحبؒ کے زمانہ علالت میں جبکہ ضعف کی انتہا ہو چکی تھی دارالعلوم دیوبند پر مخالفانہ قبضہ ہونے کا مرحوم کو جو صدمہ ہوا وہ یقیناً ناقابل برداشت تھا. اس کا اور بھی غم تھا کہ اپنوں کے ہاتھوں یہ سب کچھ ہوا ظاہر ہے کہ یہ کچے لالچ کے مارے ہوتے تھے کہ عاقبت کی فکر سے بے پرواہ ہو کر دارالعلوم جیسے روحانی ادارہ کو اپنی طمع کا نشانہ بنایا. دیکھئے قدرت کے یہاں ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے. دارالعلوم کے اس واقعہ کا یہ اثر ضرور ہوا کہ عوام کی نگاہ میں جو علماء کا وقار تھا وہ ختم ہو گیا اور آج مدارس دینیہ کے چندہ کرنے والوں کو عوام گری ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں. اس پورے ملک میں علماء کی، علم دین اور مدارس کے خدمتگاروں کی اور ان نیک مساعی سے دلچسپی لینے والوں کی افسوسناک حد تک رسوائی اور دل شکنی ہوئی. و الی اللہ المشتکیٰ.

****

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی شخصیت

ظہیر النبی لکھنوی

۱۹۴۵ء کے اگست یا ستمبر میں مجھے دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ میں بی۔ اے پاس کر چکا تھا اور کچھ کاروبار کرنا چاہتا تھا۔ مولانا سمیع اللہ قاسمی صاحب مرحوم نے از راہ شفقت کتابوں کی طباعت، اشاعت اور تجارت کی تجویز کی اور کام شروع کرنے کے خیال سے ایک کتاب کی اشاعت میں شرکت کا موقعہ دیا۔ لیکن اسی اثناء میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے یاد فرمایا۔ حاضر ہوا تو مولانا نے آنے والے الیکشن کے سلسلے میں نیشنلسٹ مسلم پارلیمنٹری بورڈ کی تشکیل کا تذکرہ کیا۔ مولانا اس کے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ میں ان کے پرائیویٹ سکریٹری یا بورڈ کے آفس سکریٹری کی حیثیت سے کام کروں۔ غرض میں کاروبار چھوڑ کر مولانا کے ساتھ منسلک ہو گیا اور بورڈ کے دفتر میں کام کرنے لگا جو جمعیۃ العلمائے ہند کے صدر دفتر واقعہ گلی قاسم جان میں ہی تھا۔

مفتی عتیق الرحمٰن صاحب سے وہیں نیاز حاصل ہوا۔ دوسرے بزرگوں سے بھی فیض صحبت حاصل رہا جو اپنے اپنے میدانِ علم و عمل میں یگانۂ روزگار تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی نرم مگر واضح اور صاف گفتگو، سادہ مگر پر وقار انداز نے مجھے بہت متاثر کیا خاص طور پر اس لئے بھی کہ میرے والد صاحب اور دادا صاحب کے